Fikr-o-Nasar (Islamabad) 18:4 (1980)

الجزائر میں شادی اور طلاق کے قوانین

پول روسی اے
ترجمہ کرنل محمد نواز

گذشتہ سال اسی مجلہ "" میں ایک مقالہ سپرد قلم کیا گیا تھا۔ جس کا مقصد شمالی افریقہ میں شرع کے اطلاق کے متعلق مروجہ صورت حال پہ روشنی ڈالنا تھا۔ اس مقالہ میں وہ قوانین وضوابط خاص طور پر پیش نظر تھے جو حال میں تیونس، مراکش اور الجزائر میں نافذ کئے گئے ہیں۔ شخصی قوانین کے عنوان کے تحت ہم نے ۴ر فروری ۱۹۵۹ء کے اس قانون کا بھی ذکر کیا تھا جس کا تعلق ایسی شادیوں سے تھا جو الجزائر کے اضلاع "نخلستان" اور "ساعورہ" میں عمل میں آئی تھیں۔ اس میں ان نہایت اہم انتظامات کا بھی ذکر کیا گیا تھا جو اس قانون کے تحت رشتۂ ازدواج کو کالعدم کرنے کے سلسلہ میں فراہم کئے گئے ہیں۔

ہمارا یہ مقالہ ابھی زیر طبع ہی تھا کہ ان قواعد پر مشتمل ایک حکم جاری ہوا جن کا تعلق قانون متعلقہ کے اطلاق سے تھا۔ یہ قواعد جو ۱۷ستمبر ۱۹۵۹ء کو جاری کئے گئے اپنے اندر خاصی وسعت رکھتے ہیں۔ ان میں بالخصوص ان امور کی تصریح کردی گئی ہے جن کا تعلق طلاق سے ہے۔ علاوہ ازیں اس میں نئے قاعدوں کے اطلاق کی تاریخ بھی متعین کی گئی ہے۔ (یعنی طلاق کی صورت میں حکم نامہ کی تاریخ اشاعت سے لے کر پندرہ دن، اور شادی کے لئے دو ماہ)۔

ان نئے انتظامات پر نومبر ۱۹۵۹ء کے آخری عشرہ سے عملدرآمد ہو رہا ہے۔ ایک وزارتی حکم بھی جاری کیا جا چکا ہے جس میں ان تمام دستاویزات کی تصریح کردی گئی ہے جو اس سرکاری افسر کے سامنے پیش کرنی ہوں گی جو شادی کے معاہدہ کو ضبط تحریر میں لائے گا۔

ہم اپنے تأثرات کو دو فصلوں میں تقسیم کریں گے۔ پہلی فصل کا تعلق شادی سے ہوگا اور دوسری

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

فصل طلاق پر مشتمل ہوگی۔

فصل اول : شادی کی تشکیل اور اس کا ثبوت

یہ عنوان جس کے تحت ہم نے اس فصل کو رکھا ہے اپنا جواز آپ ہے۔ مقننوں نے شادی کی ان بنیادی شرائط کو بالکل نہیں چھوا جن کی تصریح مقامی قوانین یعنی مسلمانوں کے حقوق اور قبائلی رسم و رواج کے مطابق ہوتی ہے۔ تاہم چند ایسے قاعدے مرتب کئے گئے ہیں جو کسی حد تک بنیادی امور سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً شادی میں فریقین کی رضامندی کی شرط۔ ظاہر ہے کہ یہ شرط بیٹی پر باپ کی مرضی ٹھونسنے کو روکتی ہے۔ اسی طرح شادی کے وقت خاوند کے لئے ۱۸ سال کی عمر اور بیوی کے لئے ۱۵ کی عمر مقرر کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نابالغوں کی شادی کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

جیسا کہ بیشتر اسلامی ممالک نے اپنے ہاں انتظام کر رکھا ہے فرانسیسی مقننین نے بھی ۱۹۵۹ء میں یہ فیصلہ کیا کہ عقد نکاح کو ضبط تحریر میں لانا لازمی قرار دیا جائے اور تیونس میں مروج قانون کے مطابق فریقین کو اس امر کی اجازت دی جائے کہ اس غرض کے لئے خواہ وہ رجسٹرار سے رجوع کریں (الجیریا میں رجسٹرار کے فرائض قاضی انجام دیتا ہے۔ اور اس وجہ سے وہاں عدول کی حیثیت ثانوی ہو گئی ہے۔ البتہ تیونس اور مراکش میں عدول ہی رجسٹرار بنا دیئے گئے ہیں) یا براہ راست شہری حکومت سے رابطہ قائم کریں جس نے یہ انتظامات بلدیات کو سونپ رکھے ہیں۔

۱۔ مقامی افسر مجاز

مقامی افسر مجاز اس مقام کا قاضی یا شہری حکومت کا افسر ہوگا جس کا کم سے کم ایک فریق باشندہ ہو یا ایک ماہ سے وہاں باقاعدہ رہائش پذیر ہو۔ رہائش کا ثبوت بڑا سہل ہے۔ کوئی اور ثبوت نہ ہونے کی صورت میں صرف حلفیہ بیان کافی سمجھا گیا ہے۔

۲۔ شادی کے لئے دستاویزوں کی فراہمی

شادی کے لئے دستاویزوں کی فہرست وزارتی حکم مورخہ ۱۴ ؍ نومبر ۱۹۵۹ء میں معین کی گئی ہے۔ یہ دستاویزیں مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہوں گی :۔

فریقین کی شہری حیثیت کی تعیین، شہریت یا رہائش کا ثبوت، نیز یہ ثبوت کہ عورت کسی پہلے رشتہ ازدواج میں منسلک نہیں ہے۔

۳۔ شادی کے معاہدہ میں کن امور کا ذکر ضروری ہے۔

شادی کے معاہدہ میں فریقین کی رضامندی کے حصول کا ذکر انتہائی ضروری ہے۔ رضامندی کا اظہار واضح اور معین طور پر افسر متعلقہ (شہری حکومت کے افسر یا قاضی) کے روبرو کرنا ہوگا۔ اس میں یہ بھی مذکور ہونا چاہیئے کہ یہ رضامندی قانون کے تحت مقرر کردہ شرائط کے مطابق حاصل کی گئی ہے۔ یعنی یہ کہ یہ رضامندی فریق متعلقہ سے بہ اقرار لسان، برسرعام، دو گواہوں کی موجودگی میں حاصل کی گئی ہے، اور یہ کہ وہ کسی طرح بھی مشروط نہیں ہے، اور بالکل واضح اور معین طور پر کسی قسم کے ابہام کے بغیر حاصل کی گئی ہے۔ اس میں کسی قسم کی غلطی یا کسی دباؤ کے شائبہ کو رضامندی کے منافی سمجھا جائیگا علاوہ ازیں شادی کے معاہدہ میں فریقین کے نام، تاریخ پیدائش، جائے پیدائش، نیز والدین اور گواہوں کے اسی قسم کے کوائف درج ہوں گے۔ نیز سرپرست کی اجازت اور عمر کا سرٹیفکیٹ بھی شامل ہوگا۔ البتہ صداق (مہر) کا اس میں ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ لیکن تیونس کے قانون مجریہ یکم اگست ۱۹۵۱ء (دفعہ ۳۲) اور مراکش کے شخصی قانون کے ضابطہ (دفعہ ۴۳۵) میں اس کے برعکس فیصلہ کیا گیا ہے۔

۴۔ شہری حکومت کے فرائض

الجیریا میں شہری حکومت سے متعلق جو قوانین رائج ہیں (قانون مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۲ء، ۲ اپریل ۱۹۳۰ء اور قانون ۵۔ ۷۷، مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۵۷ء) ان کی رو سے شادی کا درج رجسٹر ہونا ضروری ہے۔ مگر ان قوانین کا تعلق صرف ایسے معاہدوں سے تھا جو قاضی کے توسط سے یا اس کے بغیر درج رجسٹر ہونے سے قبل طے پائے تھے۔ آئندہ کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ باہمی رضامندی کا اقرار شہری حکومت کے افسر یا قاضی کے روبرو کیا جائے۔ اول الذکر صورت میں شادی کا عمل بلدیہ میں تکمیل پذیر ہوگا اور موخر الذکر صورت میں "محکمہ" میں۔ بعد میں ایسے معاہدہ کو بھی جو قاضی کے سامنے مکمل ہوا ہو شہری حکومت کے رجسٹروں میں منتقل کردیا جاتا ہے لیکن یہ پابندی ان شادیوں پر عائد

نہیں ہوتی جو گزشتہ مروج طریق سے قبل عمل میں آئیں۔

مقننین کے پیش نظر جو مقصد تھا وہ ظاہر ہے۔ یہ پابندی عائد کرنے سے کہ معاہدہ تحریری ہو اور سرکاری افسر کے سامنے کیا گیا ہو ان کی غرض یہ تھی کہ ایک طرف شادی ایسے اہم معاملہ کو نجی سطح سے بلند کر کے ضابطہ میں لایا جائے (گو پہلے کی طرح یہ نجی دائرہ کسی ایک گروہ کی صوابدید یا منشا تک محدود نہیں تھا) تو دوسری طرف شادی کے ثبوت کو نہ صرف سہل بلکہ ناقابل تردید بنایا جائے۔ یہ نئی پابندیاں کسی اعتبار سے بھی مسلمانوں کی روایات سے روگشی کے مترادف نہیں ہیں۔ اس امر کا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ جو مسلمان قاضی کے روبرو پیش ہونے کو ترجیح دیں گے انہیں ایسا کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی۔ لیکن جو لوگ شہری حکام کی خدمات سے فائدہ اٹھانا پسند کریں گے انہیں بھی اس بات سے روکا نہیں جا سکے گا۔ ایسی صورت میں وہ یہ مطالبہ ضرور کر سکتے ہیں کہ بلدیہ کا حاکم متعلقہ مسلمان ہونا چاہیئے۔ طریق انتخاب کی حالیہ اصلاحات کے بعد اس مطالبہ کا پورا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ جو شہری حکام یا قاضی ان متفرق پابندیوں کا جو قانون نے عائد کی ہیں لحاظ نہیں رکھیں گے وہ قابل مواخذہ سمجھے جائیں گے۔

۵۔ شادی کا ثبوت

مسلمانوں کے روایتی قانون میں شادی کے ثبوت کے لئے کوئی خاص طریق کار مقرر نہیں کیا گیا۔ تاہم اس کا تقاضا یہ ہے کہ شادی اعلان کے ذریعہ سے ہو اور اس کے لئے دو بالغ مرد بقائمی ہوش وحواس گواہی دیں۔ ایک سیدھے سادے، غیر پیچیدہ سماجی نظام میں اس قسم کے طریق کار کو ناکافی قرار نہیں دیا جائے گا۔ مصر میں ایک لمبے عرصہ سے "قانونی سرٹیفیکیٹ" کی پابندی عاید ہے۔ طونسی ضابطہ قانون کی رو سے بھی ضروری ہے کہ شادی کا اعلان سرکاری سند (حجۃ رسمیہ) کے ذریعہ ہو۔ قانون مجریہ یکم اگست ۱۹۵۷ء میں اسی بات کی معین طور پر تصریح کر دی گئی ہے (دفعہ ۳۱)۔ مراکش کے ضابطہ قانون کی رو سے شادی کا معاہدہ سرکاری اسٹامپ پر بشمول تصدیق رجسٹرار ہونا چاہیے۔ اور اس پر دو "عدول" کے دستخط ثبت ہونے چاہئیں۔ (دفعہ ۵)

۱۱ جولائی ۱۹۵۰ء کے قانون کا منشا یہ ہے کہ جن مقدمات میں ثبوت کی ضرورت شخصی قانون کے

تفویض کردہ حقوق کی بحالی کے لئے ہو، نیز ایسے نزاعات میں جو بلا اطلاق دیگر قوانین مقامی قانون کے تحت آتے ہوں، پیش آئی ہو، انہیں ان مقدمات سے ممیز کیا جائے، جن میں ایک فریق پر مروجہ قانون کا اطلاق ہوتا ہو، اور جن میں متنازعہ فیہ امر اس مطالبہ پر مبنی ہو کہ اس کے لئے غیر ملکی قانون کو مقامی قانون پر ترجیح دی جائے۔ اول الذکر مقدمات میں ثبوت پر کوئی پابندی عاید نہیں ہے۔ لیکن موخر الذکر صورتوں میں یہ ضروری ہے کہ ثبوت سول قانون کے تحت دیا جائے۔ مقدمات کے جلد تصفیہ کے لئے اس امر کی اجازت دی گئی ہے کہ جن معاہدات میں شادی کی تاریخیں درج ہونے سے رہ گئی ہوں ان کا عدالتی کارروائی کے ذریعہ اندراج کروالیا جائے۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۹ء کے حکم کی رو سے یہ ضروری ہے کہ ہر مقدمہ میں ثبوت کی فراہمی سول قانون کے تحت ہو۔ (دفعہ ۹) مستثنیات ایسی صورتوں میں رکھی گئی ہیں جن میں رجسٹر گم یا ضائع ہو جائے یا اس میں سے اقتباسات حاصل کرنا مشکل ہو (دفعہ ۱۰)

فصل دوم۔ تعلق ازدواج کا انقطاع

فرانسیسی مقننین کا موقف اس بارے میں بالکل واضح ہے۔ وفات کی صورتوں کے علاوہ نکاح صرف عدالت کے فیصلہ سے ہی فسخ ہو سکتا ہے۔ (حکم مجریہ ۴ فروری ۱۹۵۹ء دفعہ ۶) ۱۷ ستمبر کے حکم میں جو تصریحات کی گئی ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ طلاق کا فیصلہ ہو گا۔

اس حکم کی دفعہ ۱۱ کی رو سے چار صورتوں میں طلاق کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ اول۔ اس صورت میں کہ زوجین میں سے کسی ایک کو دوسرے کے خلاف مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک شکایت ہو۔ زنا۔ ایسی سزا جو موت، سلب آزادی یا شہری حقوق کے اتلاف پر مشتمل ہو۔ یا بے اعتدالی بدسلوکی، ضرب شدید،

دوم۔ باہم رضامندی سے۔

سوم: اس صورت میں کہ خاوند بیوی کو بے لبی کی حالت میں چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہو۔ اور یہ علم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے۔ نیز اگر یہ علم بھی ہو کہ وہ کہاں ہے تو اس دن سے لے کر جبکہ اس کے متعلق کسی خبر کا ملنا بند ہو گیا ہو، چار سال کا عرصہ گذر جائے۔

چہارم۔ اگر خاوند نے شادی کے انقطاع کی خواہش ظاہر کی ہو۔ یعنی بالفاظ دیگر طلاق کا اعلان

کیا ہو۔ اگر مذکورہ بالا صورتوں میں تیسری صورت کو نظر انداز کر دیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ تصریحات تیونس کے ضابطہ قانون کی دفعہ ۳۱ سے بہت ملتی جلتی ہیں۔ چند باتیں مختلف بھی ہیں۔ جن میں سے اہم بات یہ ہے کہ ضابطہ مذکور میں مرد کی طرح عورت کو بھی طلاق (خلع) کا مطالبہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اور اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ان شکایات کا ثبوت پیش کرے جو خاوند سے متعلق شہری فرائض کی عدم ادائیگی کے بارے میں کی گئی ہوں۔ اگر اقدام عورت کی طرف سے ہو تو اسے معاوضہ (التعویض الفزاری) ادا کرنا ہوگا۔ اگر اقدام مرد کی جانب سے ہو تو اس کے ذمہ تمتع کی ادائیگی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ فرانسیسی ضابطہ قانون میں پہل کرنے کی اجازت صرف خاوند کو دی گئی ہے۔

خواہ کچھ بھی ہو معلوم ہوتا ہے مقننین کا منشا صاف طور پر یہ تھا کہ تمام امور کو جن میں طلاق بھی شامل ہے عدالتی فیصلہ کا پابند بنایا جائے۔ اور اس کے ساتھ اس بات کا بھی لحاظ رکھا جائے کہ شرع کے مبادیات پر کوئی زد نہ پڑے۔ عدالت کی مداخلت نہ صرف اس وجہ سے ضروری ہے کہ اسے زوجین کے باہمی تصفیہ (طلاق ۔ خلع) یا ضابطہ طلاق کی صحت و عدم صحت کو جانچنا ہے۔ بلکہ اس لئے بھی کہ ازدواجی تعلق کے "انقطاع" سے بعض ایسے نتائج ظاہر ہوتے ہیں جن سے نہ صرف زوجین کو بلکہ بچوں کو بھی گہری دلچسپی ہوتی ہے۔ (حرجانہ مثلاً حضانہ، نفقہ وغیرہ)

جہاں تک عدالتی کارروائی کا تعلق ہے اس میں تصفیہ کا طریق کار (سوائے اس صورت کے کہ خاوند نے اپنے متعلق خبر دینا بند کر دیا ہو۔ یا یہ بات غیر ضروری سمجھی گئی کہ اس کا پتہ لگایا جائے) اور یہ امر کہ زوجین کا اصالتاً حاضر ہونا ضروری ہے، شامل ہیں۔ عدالتی کارروائی کی رفتار خاصی تیز ہے۔ یعنی تصفیہ کے لئے ایک ماہ کی میعاد مقرر کی گئی ہے، اور فیصلہ کے لئے تصفیہ کی کوشش کی ناکامی سے لے کر تین ماہ۔ بحث سننے کی عوام کو اجازت نہیں دی گئی۔ البتہ فیصلہ کھلی عدالت میں کیا جاتا ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ عدالت مجاز مقام متعلقہ کے قاضی پر مشتمل ہوتی ہے۔ سوائے اس کے کہ پیشی کے جج کو خاص طور پر یہ اختیار دے دیا گیا ہو۔ قبائلی علاقے اس شرط سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ وہاں صرف ایک ہی یعنی پیشی کا جج ہی ہوتا ہے۔ اگر عدالت طلاق کا فیصلہ کر دے تو اس میں بچوں کی تحویل کی "بحق فلاں" تصریح

کر دی جاتی ہے ۔ اور ان کے لئے گزارہ کی رقم مقرر کی جاتی ہے ۔ جرمانہ انجام کار اس فریق کو ادا کرنا پڑتا ہے جو مجرم ثابت ہو ۔ عدالت کو یہ بھی اختیار ہے کہ شادی کو فسخ قرار دینے کے باوجود نادار زوج کے نان و نفقہ کی ذمہ داری دوسرے فریق پر ڈال دے (دفعہ ۲۱)

۷ ستمبر ۱۹۵۷ء کے حکم میں یہ ضروری قرار نہیں دیا گیا ہے کہ طلاق کے فیصلہ کو اخباروں میں شائع کیا جائے یا نوٹس بورڈ پر چسپاں کیا جائے ۔ لیکن عدالت کے رجسٹرار کے لئے ضروری ہے کہ فیصلہ صادر ہونے کی تاریخ سے تین دن کے اندر وہ اسے شہری حاکم تک پہنچا دے ۔ حاکم متعلقہ ولادت اور شادی کے رجسٹروں کے حاشیوں میں اس فیصلہ کا ذکر کرے گا ۔

ان نئے قاعدوں کا اطلاق جس طرح الجیریا کے دوسرے سب علاقوں میں ہوتا ہے اسی طرح صحرا میں ان علاقوں میں جہاں قبائلی رسم و رواج متداول ہیں اور ان خطوں میں بھی ہوتا ہے جہاں قرآنی قانون رائج ہے ۔ یعنی جہاں مالکی فقہ کے مطابق مسلمان اپنی زندگی بسر کرتے ہیں ۔ صرف مضاب کے اصل باشندے اس قانون سے مستثنےٰ ہیں ۔

حوالہ جات

۱۔ مجلہ "دی ورلڈ آف اسلام" لائیڈن ۔

۲ ۔ جہاں کثرت ازدواج کو روکنے کے لئے تیونس نے پہل کی ہے وہاں فرانسیسی مقننین نے عورت پر صرف یہ پابندی عائد کی ہے کہ نئے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتے وقت وہ یہ ثابت کرے کہ وہ طلاق کے ذریعہ یا پہلے خاوند کے فوت ہو جانے کی وجہ سے آزاد ہے ۔ حال کی ایک تحقیقات میں جو اعداد و شمار جمع کئے گئے ہیں ان کے مطابق الجیریا میں تقریباً چھ فیصدی گھرانوں میں کثرت ازدواج رائج ہے (ان میں اکثریت ان گھرانوں کی ہے ۔ جہاں دو بیویاں ہیں) اس کے برعکس قبائلی علاقوں میں یہ تناسب مشکل سے ایک فیصدی ہے ۔ خانہ بدوشوں کے علاقوں میں کثرت ازدواج کا رواج زیادہ ہے ۔